حضرت علامہ مولانا مفتی محبوب اشرفی مصباحی رحمۃ اللہ علیہ

نورالہدیٰ، سابعہ

سرزمین کان پور محتاج تعارف نہیں وہ علم و فن اور صنعت و حرفت ہر لحاظ سے لوگوں کی منظور نظر رہی ہے۔ جہاں اس کی زرخیزی عالم صناعی میں قابل دید ہے وہیں اس کی مردم خیزی بھی اپنا الگ رنگ جمائے ہوئے ہے۔ یہ ہر دور میں علما و صلحا کی جولان گاہ رہی ہے کسی نے تو اسی سرزمین پر آنکھ کھولی اور کسی نے اپنا مسکن بنا کر اسے زینت بخشی۔ انھیں علمائے عصر میں مفتی محبوب اشرفی علیہ الرحمہ کی ذات بھی شامل ہے جنھوں نے اس سرزمین کو اپنے قدوم میمنت سے سرفراز فرمایا۔

نام ونسب: آپ کا نام محمد محبوب ہے اور والد کا نام عبداللہ ۔آپ اعظم گڑھ کے مردم خیز علاقہ مبارک پور کے ایک نواحی قصبہ نوادہ میں غالباً ۱۹۱۷ء میں پیدا ہوئے۔ آپ کا مختصر سلسلۂ نسب: ''محمد محبوب بن عبداللہ بن فرید'' ہے۔

تعلیم وتربیت: آپ نے ناظرۂ قرآن محلے کے ایک مکتب میں جناب عبدالغفار صاحب سے مکمل کیا۔ اور ۶/ مہینے میں ہی پایۂ تکمیل تک پہنچا دیا۔ اس کے بعد قدیم مصباح العلوم (حضور حافظ ملت کی تشریف آوری سے پہلے) میں حضرت مولانا شمس الحق صاحب سے درس نظامی کی ابتدائی تعلیم حاصل کی۔ آپ انتہائی زیرک وفطین تھے لہٰذا مدرسے کے خرچ پر اور اراکین کی توجہ کی بنا پر اعلی تعلیم کے لیے عظیم دینی درس گاہ بریلی شریف تشریف لے گئے جہاں حضور صدرالشریعہ سے اکتساب فیض کیا پھر میرٹھ تشریف لے گئے اور جب حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ مبارک پور تشریف لائے تو آپ بھی ان کی بارگاہ میں حاضر ہوگئے۔ اور بعد تکمیل آپ کو دستار فضیلت سے سرفراز کیا گیا۔

تدریسی خدمات: فراغت کے بعد سب سے پہلے کلکتہ کی درس گاہ کو زینت بخشی کچھ دنوں بعد مدرسہ بحرالعلوم مئو تشریف لے گئے اور پھر جامعہ فاروقیہ بنارس میں کچھ دنوں تک علمی فیضان جاری رہا لیکن آخر میں حضرت شیخ العلماء علامہ غلام جیلانی گھوسوی علیہ الرحمۃ کے حکم پر سرزمین کان پور میں جلوہ افروز ہوئے اور مستقل طور پر احسن المدارس قدیم میں مسند آرا ہوگئے اور دنیا کی ہنگامہ خیزیوں سے کنارہ کش ہو کر علما کی فوج تیار کرنے میں لگ گئے۔ آپ کے مشہور تلامذہ میں سے بعض درج ذیل ہیں:

حضرت علامہ عبدالجلیل صاحب فتح پوری، حضرت علامہ و قاری عبدالسمیع صاحب سابق قاضی شہر کان پور اور حضرت علامہ عبدالرحیم گونڈوی ثم کان پوری۔

آپ نے اپنی ان تھک کوششوں سے احسن المدارس کو علم و فن کی آماج گاہ بنادیا۔

بیعت وارادت: آپ مرشد برحق حضرت محدث اعظم ہند کچھوچھوی علیہ الرحمہ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے۔آپ کے مرشد گرامی نے بارہاآپ کو خلافت دینے کی کوشش کی لیکن آپ ہر بار دست بستہ عرض گزار ہوئے کہ مجھے صرف آپ کی غلامی چاہیے میں دوسروں کو مرید بنانے کے لائق نہیں۔

مثالی کانفرنس: آپ نے دین حق کی عمر بھر نشرواشاعت فرمائی آپ کی مجاہدانہ کاوشوں کی بناپر ۱۹۶۳ء میں کان پور میں ایک عظیم کانفرنس کاانعقاد ہوا جس میں علما کاایک جم غفیرامڑ آیاناظرین کابیان ہے کہ ایسی محفل کبھی نظروں سے نہیں گزری ایسا محسوس ہوتا تھا کہ ایک نورانی قافلہ ہے جو اپنا فیض سامعین پر برسارہاہے۔

وفات: آپ نے زندگی کی آخری سانسیں اپنے وطن عزیز میں لی۔وفات سے چند سال قبل آپ دارالعلوم غوثیہ اشرفیہ میں جس کو آپ کے صاحب زادے مفتی محمد احمد اشرفی صاحب نے قائم کیا تھا شیخ الحدیث و سرپرست کے منصب پر فائز ہوئے وفات سے تقریباایک سال قبل ہی سے طبیعت کی آنکھ مچولی شروع ہوگئی جس کی بناپر آپ وطن مالوف لوٹ گئے اور وہیں پر ۳/شوال ۱۴۱۳ھ مطابق ۲۷/مارچ ۱۹۹۳ء بروز شنبہ علم و حکمت کا یہ آفتاب اپنے خالق حقیقی کے جوار میں حاضری کے لئے رخصت ہوگیاآپ کی نماز جنازہ آپ کے خلف اکبر مفتی محمد احمد اشرفی صاحب نے پڑھائی۔

آپ متبع شریعت اور شعائر دینی کا پاس رکھنے والے تھے تلاوت قرآن سے خاص شغف تھاماہ رمضان میں دس پندرہ پارے ایک دن میں پڑھ لیتے تھے کبھی کبھار تو پورا قرآن پاک ختم کرلیتے تھے اللہ آپ کا فیض ہم سب پر جاری فرمائے۔آمین بجاہ سیدالمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

حضرت علامہ مولانا مفتی محمد احمد شاہدی مصباحی رحمۃ اللہ علیہ

محمد نیاز اللہ قادری رضوی، سابعہ

بلاشبہ شہر کانپور شروع ہی سے علمائے کرام اور مشائخ عظام رحمھم اللہ کا مرکوز نظر رہا ہے اس کو لاتعداد علمائے ملت اسلامیہ نے اپنا مسکن و مدفن بنایا ہے اور اسی سرزمین پر دعوت و تبلیغ کا فریضہ انجام دیتے رہے۔ یہ خطہ تمام سلاسل کا حسین سنگم رہ چکا ہے۔ انہیں چیدہ گوہروں میں سے ایک در نایاب شخصیت حضور شاہد ملت حضرت علامہ و مولانا الحاج محمد احمد شاہدی رشیدی مصباحی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی ہے انھوں نے اس سرزمین کے تحفظ کی خاطر اپنی جان، مال اور سب کچھ راہ خدا میں نثار کر دیا اور آخری دم تک لوگوں کے ایمان و عقائد کی حفاظت فرماتے رہے۔

ولادت: آپ کی ولادت باسعادت ۱۹۲۹ء میں ضلع غازی پور یوپی، کے ایک موضع رسول پور کندھوارہ میں ایک متدین گھرانے میں ہوئی۔ آپ کے والد بزرگوار کا نام حضرت علامہ مولانا محمد زبیر احمد صاحب علیمی رشیدی ہے جو کہ اپنے وقت کے جید علمائے کرام میں شمار ہوتے تھے۔

ابتدائی تعلیم: آپ کی بسم اللہ خوانی آپ کے والد رحمۃ اللہ علیہ نے ایک بزرگ عارف باللہ حضرت سیدنا عرب شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے ذریعے کرائی۔ اس کے بعد ابتدائی عربی و فارسی تعلیم کے لئے شہر غازی پور کے ایک عظیم ادارے الکلیۃ الشرقیہ چشمہ رحمت میں داخلہ لیا اعلی تعلیم کے حصول کے لئے استاذ العلماء حضور حافظ ملت الشاہ عبد العزیز علیہ الرحمہ کے سایۂ علم و فن مدرسہ اہل سنت اشرفیہ مصباح العلوم مبارک پور میں حاضر ہوئے۔ اور تمام علوم عقلیہ و نقلیہ میں ید طولی حاصل کرنے کے بعد ۱۳۷۱ھ مطابق ۱۹۵۲ء میں دستار فضیلت سے نوازے گئے۔

اساتذۂ کرام: آپ نے متعدد علمائے کرام سے اکتساب علم فرمایا جن میں حضور حافظ ملت، شہزادۂ حضور صدر الشریعۃ حضرت علامہ عبد المصطفی ازہری، علامہ عبد الروف صاحب بلیاوی، علامہ عبد المصطفی اعظمی اور مولانا غلام جیلانی صاحب اعظمی رحمھم اللہ قابل ذکر ہیں۔

تدریسی کارنامے: فراغت کے بعد آپ نے مختلف اداروں میں تدریسی خدمات انجام دی اور شیخ الحدیث کے منصب پر فائز رہے۔ جن مدارس کو آپ نے زینت بخشی وہ یہ ہیں (۱) جامعہ فاروقیہ بنارس (۲) مدرسہ علیمیہ

دامودر(۳)مدرسہ چشمہ رحمت غازی پور (۴)مدرسہ انوارالعلوم جین پور اعظم گڑھ (۵)مدرسہ فیضیہ نظامیہ بھاگل پور بہار(۶) احسن المدارس قدیم نئ سڑک کان پور۔

آپ کی تدریسی خدمات نصف صدی سے زائد پر محیط ہیں ایک اندازے کے مطابق آپ تقریباً ۵۷ سال تک مسند درس کی زینت رہے اور بے شمار طالبان علوم نبوت آپ کے علمی و روحانی فیضان سے بار یاب ہوتے رہے۔ آپ کا ایک عظیم کارنامہ یہ ہے کہ آپ نے کان پور کی سرزمین پر خاص خطۂ دیابنہ میں اپنی علمی صلاحیتوں اور لازوال کارناموں کی بنیاد پر ایک عظیم دینی قلعہ بنام ''شاہ اعلی قدرتیہ'' قائم کیا جو ان بدباطنوں کے مقابلے کے لئے اب بھی سینہ سپر اور مسلک حق کا صحیح ترجمان ہے جس میں فی الوقت سیکڑوں طلبہ زیر تعلیم ہیں۔

تقویٰ وطہارت: یقیناً حضرت شاہد ملت علیہ الرحمۃ کی شخصیت کثیر الجہات اور گوناگوں صفات کی حامل تھی حضرت نہایت بارعب اور منکسر المزاج تھے ہمیشہ سادہ لباس زیب تن فرماتے اور سر پر عمامہ شریف رہتا تھا خموش مزاجی آپ کا طرۂ امتیاز تھی آپ کسی محفل میں ہوں یا کسی گوشۂ تنہائی میں مگر آپ کے چہرۂ مبارک کا نور دور سے ہی نظر آتا تھا آپ کی شخصیت مرجع الخلائق والعلما تھی پورے شہر کان پور میں آپ آفاقی حیثیت رکھتے تھے سچ پوچھیے تو حضرت کی شخصیت ایک قندیل کی مانند تھی جس سے گم گشتگان راہ، راہ ہدایت پاتے تھے۔

سانحہ ارتحال: بالآخر شہر علم وحکمت کا یہ عظیم منارہ، افق ہدایت کا رفیع ستارہ اپنی جان، جان آفریں کے سپرد کر کے ١٦ / رجب المرجب ١٤٢٩ / ھ مطابق ٢٠٠٩ ء کو درس بخاری دیتے ہوئے داغِ مفارقت دے کر چلا گیا۔

آپ کا مزار مبارک دار العلوم شاہ اعلی قدرتیہ جاجموٗ شریف میں مرجع خلائق ہے۔

حضرت علامہ مولانا احمد حسن کان پوری رحمۃ اللہ علیہ

محمد قاسم اشرفی، ثالثہ

نام و نسب: آپ کا نام احمد حسن اور لقب استاذ زمن ہے آپ ۳/ صفر المظفر ۱۲۹۶ھ کو ڈسکہ ضلع حصار پنجاب میں ایک صدیقی گھرانے میں پیدا ہوئے آپ کا سلسلۂ نسب حضرت مولانا جلال الدین رومی علیہ الرحمہ کے واسطے سے خلیفۂ اوّل حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ تک پہنچتا ہے۔

تعلیم و تربیت: ابتداء آپ کی توجہ حصول علم کی طرف نہ تھی لیکن عنفوان شباب کی دہلیز پر قدم رکھتے ہی آپ کو اس بات کا احساس ہو گیا لہذا آپ نے اپنی بنیادی تعلیم اپنے برادر خورد حافظ موسی اور والد محترم مولانا عظمت اللہ صاحب سے حاصل کی۔ اس کے بعد آپ نے متعدد جگہ مثلاً ملتان، پشاور، پانی پت، چریا کوٹ وغیرہ کا سفر کیا لیکن آپ کی علمی تشنگی کان پور میں آکر ختم ہوئی چناں چہ آپ یہاں آنے کے بعد علامہ مفتی لطف اللہ علی گڑھی کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور آپ کے علمی فیضان سے سیراب ہوئے۔ آپ نہایت قوی الحفظ اور رسا دہ ذہن کے مالک تھے ۶۰/ متون آپ کو ازبر یاد تھے اسی لیے آپ کو ملا متون کہا جاتا تھا۔

تدریسی خدمات: فراغت کے بعد آپ نے کان پور کے مشہورِ زمانہ مدرسہ فیض عام میں مسند صدارت کو زینت بخشی متعدد علوم و فنون کی کتابوں کا روزانہ پوری قوت و توجہ کے ساتھ تقریبا ۱۵/ گھنٹے درس دیا کرتے تھے شام، موصل، حلب، بخارا، افغانستان وغیرہ کے علمانے بکثرت آپ سے درس لیا۔

بیعت و خلافت: آپ نے مکہ مکرمہ میں حاضر ہو کر حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے دست حق پرست پر بیعت ہو کر خلافت سے سرفراز ہوئے اس طرح آپ سلسلۂ چشتیہ صابریہ سے منسلک ہو گئے۔

حج و زیارت: آپ تین مرتبہ حج کی دولت سے سرفراز ہوئے اور ہر بار حرمین شریفین میں سال دو سال قیام کیا۔

تصانیف: آپ کی تصانیف میں قرآن کریم کی بے نظیر (قلمی) تفسیر، تنزیہ الرحمن عن شائبۃ الکذب و النقصان، شرح حمد اللہ، افادات احمدیہ، شرح ترمذی، مولانا روم کی مثنوی کی شرح- شرح امدادیہ- پر حاشیہ شامل ہیں۔

اخلاق اور عادات واطوار: آپ حق شناس اور حق کو قبول کرنے والے تھے اگر کبھی حق آپ کے مخالف ہوتا تو اس کے ظاہر ہو جانے کے بعد آپ اپنی بات پر اڑے نہ رہتے بلکہ فوراً اپنی بات سے رجوع کر لیتے، لوگوں کو خوب نصیحت فرماتے، سائلوں کو خوش آمدید کہتے، کم گو، انصاف ور، مصیبتوں پر صبر کرنے والے اور اخلاص کے ساتھ دین کی خدمت کرنے والے تھے۔

دینی کد وکاوش اور معاصرین کی معاونت: آپ ہمیشہ دین کی خدمت میں لگے رہے۔ ندوۃ العلماء کی تنظیم کے ابتدائی زمانے میں غیر مقلدوں نے جو مفاسد پیدا کیے ان کو دور کرنے کی جد وجہد میں آپ نے مکمل کوشش کی اور حضرت محدث سورتی اور امام احمد رضا رضی اللہ تعالی عنہما کی بھرپور معاونت فرمائی۔ اعلی حضرت رضی اللہ تعالی عنہ سے آپ کو دلی شغف تھا۔ چناں چہ مدرسہ فیض عام میں اصلاح نصاب کے سلسلے میں آپ نے اعلی حضرت اور علامہ عبد القادر بدایونی کو کان پور آنے کی دعوت دی تو یہ دونوں حضرات کان پور تشریف لائے۔

وصال: آپ نے عمر کی بہت ہی کم بہاریں دیکھیں چناں چہ ۳ صفر المظفر ۱۳۲۴ھ کو اس دنیا کو خیر آباد کہہ دیا اور مالک حقیقی سے جا ملے۔ آپ کی نماز جنازہ علامہ شاہ عادل کان پوری رحمۃ اللہ علیہ نے پڑھائی اور ساطی قبرستان کان پور میں سپرد خاک ہوئے۔

امین شریعت مفتی رفاقت حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ

محمد حسین مصباحی، تخصص فی الفقہ

سرزمین کان پور کو جن نفوس قدسیہ کی قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا ان میں سے ایک ذات امین شریعت حضرت علامہ مولانا شاہ رفاقت حسین صاحب علیہ الرحمہ کی ہے۔

آپ کی ولادت ۱۳۱۷ھ کو ضلع مظفر پور میں ہوئی آپ کا اسم گرامی رفاقت حسین اور لقب امین شریعت ہے۔

سلسلۂ نسب کچھ اس طرح ہے: رفاقت حسین بن عبدالرزاق بن شاہ حسین بخش بن خدابخش بن میر شاہ تراب علی بن حضرت شاہ جلال الدین علیہم الرحمۃ والرضوان۔

تعلیم وتربیت: آپ نے اولاً اپنے قریب کے ہی ایک اسکول میں درجہ چہارم تک عصری تعلیم حاصل کی اس کے بعد دینی علوم کی تحصیل میں مشغول ہو گئے اور قریب کی ایک بستی میں مولوی طاہر حسین صاحب سے گلستاں و بوستاں تک فارسی کی تعلیم حاصل کی اس کے بعد اتوار پور میں ۶ ماہ رہ کر مولوی اسماعیل صاحب سے شرف تلمذ حاصل کیا اس کے بعد آپ کے والد صاحب نے مظفر پور میں واقع مدرسہ احمدیہ میں آپ کا داخلہ کرا دیا لیکن اس مدرسے میں آپ دل جمعی کے ساتھ تعلیم حاصل نہ کر سکے اس کی وجہ یہ تھی کہ آپ کے والد صاحب متصلب حنفی تھے انہوں نے اپنے گاؤں میں مشہور غیر مقلد عالم عبدالعزیز رحیم آبادی کی احناف پر سب وشتم سے لبریز تقریریں ختم کرا دی تھیں اور یہ مدرسہ آپ کے ماننے والوں کا تھا چناں چہ اس مدرسے میں آپ کا داخلہ روز اول سے ہی موضوع بحث تھا چناں چہ تعطیل کلاں کے بعد آپ نے دوبارہ اس مدرسے کا رخ نہ کیا اور مدرسہ عزیزیہ بہار شریف میں داخلہ لے لیا یہ ۱۳۴۳ھ کی بات ہے۔

آپ نے متعدد اساتذۂ کرام سے علوم عقلیہ ونقلیہ کی تعلیم حاصل کی اس کے بعد آپ نے دارالعلوم معینیہ عثمانیہ دارالخیر اجمیر شریف کا رخ کیا اور دو سال بعد سن ۱۳۴۵ میں درسیات سے فراغت حاصل کی۔

اساتذہ: آپ نے جن اساتذہ سے تعلیم حاصل کی ان میں سے کچھ کے نام حسب ذیل ہیں: حضرت مولانا شاہ حبیب الرحمن صاحب حضرت مولانا مفتی عبدالمتین صاحب حضرت مولانا عبدالغنی صاحب حضرت مولانا حکیم سید عبدالحئی افغانی صاحب مولانا مفتی امتیاز احمد علی صاحب اور حضرت صدر الشریعہ حجت العصر مولانا حکیم امجد علی اعظمی مصنف بہار شریعت قدس اللہ تعالی اسرارہم۔

درس وتدریس سے فارغ ہونے کے بعد آپ مسند تدریس پر متمکن ہوئے سب سے پہلے آپ نے ۱۳۵۳ھ میں منظر اسلام بریلی شریف میں یہ منصب سنبھالا اس کے بعد آپ نے مختلف شہر کے مختلف مدارس میں اپنے علمی جوہر لٹائے اور تشنگان علوم نبویہ کی پیاس بجھائی تقریبا سترہ برس بعد بروز سنیچر ۱۶ شوال المکرم ۱۳۶۹ھ میں مدرسہ احسن المدارس قدیم کے صدر مدرس ہو کر تشریف لائے اور اس مدرسے کی علمی وقعت و منزلت میں چار چاند لگادیے۔ ۱۳۷۲ میں مجلس علماے اہل سنت کان پور نے آپ کو مفتی اعظم کا منصب رفیع سپرد کیا۔

بیعت وخلافت: ۱۳۷۰ھ کو حضرت مولانا سید شاہ علی حسین محبوب ربانی سرکار کچھوچھہ کے مرید ہوئے تمام سلاسل کی اجازت آپ کو مرحمت ہوئی اور شجرہ مبارکہ کی پشت پر دست مبارک سے سلسلہ عالیہ قادریہ منوریہ تحریر فرما کر انہوں نے آپ کو اجازت دی سفر حج اور سفر بغداد ۱۳۷۴ھ کو کان پور سے حج وزیارت کے ارادے سے تشریف لے گئے جب دربار نبوی میں حاضری ہوئی تو قطب مدینہ حضرت منور شاہ محمد ضیاءالدین قادری مدظلہ نے سند حدیث اور سلسلہ عالیہ قادریہ کی اجازت مرحمت فرمائی ۱۳۷۸ میں بغداد مقدس اور کربلاے معلی کی حاضری دیتے ہوئے دوبارہ حج و زیارت کا شرف حاصل کیا ۱۳۷۹ میں دارالعلوم شاہ عالم احمداباد کے تین ماہ کے لیے شیخ الحدیث اور صدر مدرس ہوکر تشریف لے گئے تقریبا ڈیڑھ سال احمد آباد اپنے آپ نے قیام کیا پھر واپس کان پورلوٹ آئے اس کے بعد ضلع راجکوٹ کے ایک مدرسہ تشریف لے گئے سن ۱۳۸۱ھ تا ۸۳ وہیں قیام فرمایا اس کے بعد سے مستقل مدرسہ احسن المدارس قدیم کے سرپرست رہے اور ملک کے طول و عرض میں بسلسلہ ہدایت وارشاد سیاحت فرماتے رہے۔

ایک خلق کثیر نے آپ سے علمی استفادہ کیا اور شرف تلمذ حاصل کیا کچھ حضرات کے نام یہاں ذکر کئے جارہے ہیں حضرت مولانا سید نعیم اشرف صاحب مولانا حکیم بشارت حسین مہتمم مدرسہ سراج العلوم نہال گڑھ سلطان پور پروفیسر حکیم خلیل احمد طبیہ کالج مسلم یونیورسٹی علی گڑھ اور حضرت مولانا سعید احمد جائسی وغیرہ آپ کے خلفاء میں قابل ذکر قاضی سید عابد حسین مولانا ظہور احمد مظفر پوری شاگرد و خلیفہ اور مولانا سید احسان علی باندوی ہیں۔

آپ تصنیف وتالیف کے میدان کے بھی شہسوار تھے تفسیر سورہ بقرہ قادیانی کذاب طریقہ حنفیہ الیاسی جماعت عورت کی نماز مجموعہ فتاوی آپ ہی کی تصنیفات کا حصہ ہیں ان کے علاوہ اور دیگر کتابیں ہیں جو پائے تکمیل کو نہ پہنچ سکیں۔

وصال: ۳؍ربیع الآخر ۱۴۰۳ھ کو آپ خالق حقیقی سے جا ملے۔

مفتی محمد حفیظ اللہ مصباحی علیہ الرحمہ

محمد حسنین رضا مصباحی، تخصص فی الحدیث

نام ونسب: اسم گرامی: محمد حفیظ اللہ، لقب: مفتی اعظم کان پور اور تخلص: عاصم ہے۔ سلسلہ نسب: محمد حفیظ اللہ بن حاجی امانت اللہ بن محمد موسیٰ بن عبد الغفور بن عبد الوہاب بن عبد اللہ ہے۔

ولادت: آپ ۲۰ ستمبر ۱۹۳۷ مطابق ۱۳۵۷ میں کریم الدین پور گھوسی، ضلع اعظم گڑھ کے ایک متوسط گھرانے میں پیدا ہوئے۔

تعلیم وتربیت: آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے والدین سے حاصل کی، متوسطات تک مدرسہ شمس العلوم گھوسی میں علم حاصل کرتے رہے پھر اعلیٰ تعلیم کے لئے مدرسہ اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ میں داخلہ لیا اور ۱۰ شوال مکرم ۱۳۷۵ مطابق ۱۹۵۵ میں سند فراغت سے نوازے گئے۔

معروف اساتذہ: جن مقدس ہستیوں کی بارگاہ میں آپ نے زانوئے تلمذ تہہ کیا ان کے اسماء درج ذیل ہیں:

(۱) جلالۃ العلم حضور حافظ ملت علامہ شاہ عبد العزیز محدث مراد آبادی (۲) شارح بخاری حضرت مفتی شریف الحق امجدی (۳) حافظ عبد الرؤف بلیاوی (٤) استاذ العلماء علامہ عبد المصطفی اعظمی (٥) امام النحو مفتی عبد العزیز صاحب فتحپوری (٦) شیخ العلماء مولانا غلام جیلانی اعظمی (۷) مولانا مظفر حسن ظفر ادیبی علیہم الرحمہ۔

بیعت وخلافت: ۱۵ فروری ۱۹۵۱ بروز پنجشنبہ عرس امجدی کے موقع پر قادری منزل میں حضور مفتی اعظم ہند مولانا شاہ مصطفی رضا خان نوری علیہ الرحمہ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے۔

۱۳ نومبر ۱۹۹۹ مطابق ٥ شوال مکرم ۱٤۲۰ کو مدرسہ وارثیہ فرید العلوم شاردا نگر کان پور کے جلسہ دستار بندی میں حضرت سید نجیب حیدر میاں صاحب نائب سجادہ نشین خانقاہ برکاتیہ مارہرہ نے چاروں سلسلہ یعنی قادریہ، نقشبندیہ، سہروردیہ اور چشتیہ کی اجازت مرحمت فرمائی۔

درس وتدریس: فراغت کے بعد آپ نے سب سے پہلے مدرسہ اسلامیہ قصبہ شاہ ضلع بریلی میں تقریبا چار ماہ تک تدریسی خدمات انجام دیں. اس کے بعد مدرسہ تدریس الاسلام ڈیلی ضلع بستی میں ۱۹۵۷ تک، مدرسہ اسلامیہ پرانا گورکھپور میں ۱۹۵۸تا۱۹۵۹، مدرسہ ارشادالعلوم آزاد نگر جمشید پور میں ۱۹۶۰ تا ۱۹۶۱ تدریسی خدمات انجام دیں۱۹۶۷ سے آخری عمر تک دارالعلوم اشرفیہ احسن المدارس جدید رجبی روڈ کان پور میں بحیثیت صدر المدرسین و شیخ الحدیث درسی خدمات کا فریضہ انجام دیتے رہے۔

شعر وشاعری: آپ کے فارسی کے استاذ مولانا محمد سعید حسن قمر فتح پوری شاعر تھے اور عمدہ شعر کہتے تھے ان کے اشعار سن کر شوق پیدا ہوا اور دارالعلوم اشرفیہ مصباح العلوم میں داخلہ کے بعد یہ شوق بڑھ گیا اور اس فن میں بھی زور آزمائی کرنے لگے، نمونے کے طور پر چند اشعار درج ذیل ہیں:

٤ اپریل ۱۹۹۸ میں جب آپ حج بیت اللہ کو گئے تو مزار نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اس کلام کے ذریعے بارگاہ ایزدی میں التجا کی:

کھڑا ہے سامنے مجرم تمہارا یا رسول اللہ — کرم کی بھیک مل جائے خدارا یا رسول اللہ

میں پھیلائے ہوئے آیا ہوں دامن ہند سے در پر — مرادوں سے اسے بھر دو خدارا یا رسول اللہ

خدا کا شکر دیرینہ تمنا اب ہوئی پوری — کہ ہے پیش نظر روضہ تمہارا یا رسول اللہ

حضوری میں لیے یہ آرزو استادہ ہے عاصم — ملے اذن حضوری پھر دوبارہ یا رسول اللہ

تصنیف وتالیف: گوناگوں مصروفیات کے باوجود آپ نے مختلف کتب اور رسائل تصنیف فرمائیں جو مقبول عام ہے، چند درج ذیل ہیں: (۱) مضامین القرآن (۲) فقہائے حنفیہ (۳) رسالہ راہ نجات (٤) رسالہ ابن تیمیہ (عقائد) (۵) مختصر حیات اعلی حضرت۔

وفات: علم وفضل کا یہ ستارہ ۲۱؍ مارچ ۲۰۱۵ء بروز اتوار کو اپنے مالک حقیقی سے جاملا۔

قاری محمد عبدالسمیع علیہ الرحمہ

محمد جنید برکاتی مصباحی، فضیلت

ماضی قریب میں مسلمانوں کی دینی، ملی اور سیاسی قیادت کے سلسلے میں جن عظیم شخصیات نے انمٹ نقوش ثبت کیے ہیں ان میں آبروے اہل سنت حضرت علامہ مولانا مفتی حافظ قاری محمد عبدالسمیع صاحب علیہ الرحمہ کی شخصیت صف اول میں نظر آتی ہے ۔مسلمانوں کے شرعی معاملات ہوں یا باہمی تنازعات، ملی قیادت کے مسائل ہوں یا فرقہ وارانہ فسادات کا ماحول ہر طرح کے پیچیدہ مسئلے اور سنگین حالت کے حل کے لئے مسلمان کان پور حضرت قاضی صاحب علیہ الرحمہ کی ذات سے ہی توقع رکھا کرتے تھے اور جیسے ہی ان کو یہ پتہ چلتا کہ اب مسئلہ حضرت قاضی صاحب علیہ الرحمہ سنبھال رہے ہیں وہ بالکل مطمئن ہو جایا کرتے اور آپ کے تمام فیصلے پورے کان پور کے بسر و چشم قبول کرتے تھے۔

حضرت قاضی صاحب علیہ الرحمہ کی ولادت باسعادت ۱۹۳۲ء میں شہر کان پور میں ایک دین دار اور باوقار گھرانے میں ہوئی۔آپ کے جدامجد حضرت علامہ مولانا مفتی عبدالرزاق علیہ الرحمہ ضلع بجنور سے کان پور تشریف لائے اور یہاں بانس منڈی میں ایک مسجد اور مدرسے کی داغ بیل ڈالی۔ بعدہٗ اسی مسجد میں 1921ء میں باضابطہ ایک دارالقضا کا آغاز فرمایا، جس کو حضرت علامہ مفتی عبدالرزاق علیہ الرحمہ کے وصال کے کچھ عرصے بعد ۱۹۶۴ء میں آپ نے زینت بخشی اور تادم حیات بحسن وخوبی پوری غیر جانب داری کے ساتھ قضا کے فرائض انجام دیتے رہتے اب یہ دار الافتا آپ کے نواسے فاضل جلیل حضرت مولانا مفتی محمد ثاقب ادیب مصباحی صاحب سنبھال رہے اور اپنے نانا کی وراثت اگلی نسل تک پہنچانے کی کوشش کر رہے ہیں، مولا توفیق خیر سے نوازے۔

حضرت قاضی صاحب علیہ الرحمہ کی تاالیقی کے فرائض حافظ ملت کے متقدمین شاگردوں میں سے حضرت علامہ مفتی محبوب اشرفی صاحب علیہ الرحمہ مفتی اعظم کانپور نے انجام دیے۔فراغت کے بعد آپ نے شہر کان پور ہی کو میدان عمل بنایا اور تھوڑی سی مدت میں آپ نے نہ صرف عوام میں مقبولیت وپذیرائی حاصل کرلی بلکہ اپنے تفقہ وفراست ایمانی سے علما کے بھی مستند و معتمد بن گئے۔۱۹۶۳ء میں حلیم مسلم انٹر کالج میں منعقدہ ایک عظیم الشان کانفرنس میں اکابر علماء

مشائخ نے آپ کی غیر معمولی خدمات کا اعتراف فرمایا اور پھر اتفاقاً ۱۹۶۴ء میں اکابر علمائے اہل سنت نے اتفاقاً آپ کو کان پور کا قاضی مقرر کیا، حضرت نے اپنے اکابر کے حکم کی بجاآوری کرتے ہوئے یہ بار گراں اپنے فولادی کاندھوں پر اٹھالیا اور تادم حیات جلالت شان، رعب و دبدبے، عظمت و جلالت کے ساتھ مسلمانوں کی بے نظیر قیادت فرمائی اور بڑے بڑے مسائل اپنی ایمانی فراست سے حل کر کے بڑے بڑے دانشوروں کو خیرہ کر چھوڑا۔ ۱۹۸۶ء سے ۱۹۹۲ء تک کا چھ سالہ عرصہ مسلمانوں کے لئے کتنا صبر آزما اور سنگین تھا یہ ذکر کرنے کی چنداں حاجت نہیں، پورے ملک میں فرقہ وارانہ فسادات ہورہے تھے، اس ماحول میں حضرت قاضی صاحب علیہ الرحمہ کی ذات تھی کہ کان پور کے مسلمانوں کا شر پسند عناصر کی ہر طرح کی ریشہ دوانیوں سے تحفظ یقینی بنا رکھا تھا اور اس چھ سالہ نازک دور میں کان پور کے مسلمانوں کا کوئی بڑا جانی و مالی نقصان نہ ہوا تو اس کی وجہ تھی حضرت قاضی صاحب قدس سرہ کی فراست، دانائی، دوراندیشی اور حکمت عملی اور کان پور کے محکمۂ پولیس کو بھی مسلمانوں کی جانب سے قیامِ امن کے سلسلے میں حضرت کی ذات پر اپنے فورس سے زیادہ اعتماد تھا، نیز مسلمانان کان پور اِس جوش و غصے کی اعصاب میں ہیجان پیدا کرنے والی حالت میں بھی آپ کے اشاروں پر چلتے تھے اور مسلمانوں کا بپھرا ہوا ہجوم محض حضرت کے ایک اشارے پہ پر سکون ہو جایا کرتا تھا۔ اہل کان پور کی اس فرمانبرداری کی وجہ یہ تھی کہ قاضی صاحب علیہ الرحمہ نے ماضی میں مسلمانوں کی بے لوث ہمدردی اور بے نظیر خدمات سے پورے کان پور کا اعتماد جیت لیا تھا اور آپ کی خدمات جلیلہ کے سبب سارے مسلمانوں کو یہ بھروسہ تھا کہ جو بھی راستہ حضرت قاضی صاحب نکالیں گے اس سے بہتر مسلمانوں کے لئے کچھ نہیں ہوگا۔

حضرت قاضی صاحب علیہ الرحمہ کی ذات نہ صرف علم و فضل، زہد و تقوی، قیادت و سیادت، دور اندیشی و بلند ہمتی جرات واستقلال جیسے بلند صفات کی حامل تھی بلکہ آپ کے اخلاق بھی نہایت کریمانہ تھے، آپ کا مسکراتا چہرہ آج بھی عوام کان پور کے دل و دماغ میں بسا ہوا ہے، خلوص و للہیت میں پورے کان پور میں آپ کی نظیر نہیں ملتی، تواضع وانکساری، قوم مسلم کی خیر خواہی و ہمدردی آپ کی عظیم پرسنالٹی کے جزوِ لاینفک تھے، چار دہائیوں سے زائد پر پھیلی آپ کی بے داغ قیادت اور بے نظیر سربراہی آپ کی اِن ہی عظیم صفات کا نتیجہ تھیں اور اِن ہی میں آپ کے مقبولِ ہر

خاص وعام ہونے کا راز مضمر ہے یہی وجہ کہ کسی طرح کا بھی بڑا مسئلہ ہو پورے کان پور کے مسلمانوں کی نگاہِ امید آپ ہی کی طرف اٹھتی تھی اور حضرت نے بھی کبھی بھی ان کو مایوس نہیں کیا اور نہ ہی آپ نے کبھی بھی مسلمانوں کے دینی و ملی وقار کو مجروح ہونے دیا یہی وجہ تھی کہ جب آبروے اہلسنت نے داعیِ اجل کو لبیک کہتے اس دار فانی سے رحلت فرمائی تو پورا کان پور حضرت کے وِصال پر سسک اٹھا۔ اس دن پورے شہر میں ماتم کا ماحول چھایا رہا اور ملک کے مختلف حصوں سے غیر معمولی تعداد میں لوگوں نے اپنے اس عظیم قائد کو خراج عقیدت پیش کیا، آپ کو سپرد خاک کرتے وقت بے شمار آنکھیں نم تھیں۔

مولا تعالیٰ سے دعا ہے کہ رب کعبہ ہر نسل میں میں حضرت قاضی صاحب نور اللہ مرقدہ جیسے بے شمار قائد پیدا فرمائے جن کی ذات امت کے روشن مستقبل کی ضمانت ہو۔